کر دیا گیا۔

☆ شہادت کے اثرات:

آپؓ کی شہادت سے ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا جو آج تک پر نہ ہو سکا۔ آپؓ کی پیش گوئی کے عین مطابق آج تک مسلمان ایک ساتھ جہاد کر سکے اور نہ ہی ایک ساتھ نماز پڑھ سکے۔ آپؓ کی شہادت کے بعد تین ایسی جنگیں ہوئیں جن سے مسلمانوں کا شیرازہ بکھر گیا۔ جس کے نتیجے میں خلافت میں بھی بادشاہت کی طرح وراثت کا آغاز ہوا۔ اسی مسئلے کے برگ وبار سے آج بھی امت مسلمہ فرقوں میں بٹی ہوئی ہے۔ جس سے نجات کا واحد راستہ وہی ہے جو اُس وقت شرک وجہالت سے نکلنے کا تھا۔ یعنی قرآن پاک پر غیر متزلزل ایمان ویقین، قرآن وحدیث کی پیروی اور صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر گامزن رہنا۔ اللہ پاک اہل اسلام کو توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

عثمان غنیؓ کے اقوال زرین

☆ تعجب ہے اس پر جو موت کو حق جانتا ہے، پھر ہنستا ہے۔
☆ تعجب ہے اس پر جو دنیا کو فانی جانتا ہے، پھر اس کی رغبت رکھتا ہے۔
☆ تعجب ہے اس پر جو تقدیر کو پہچانتا ہے، پھر جانے والی چیز کا غم کرتا ہے۔
☆ تعجب ہے اس پر جو حساب کو حق جانتا ہے، پھر مال جمع کرتا ہے۔
☆ تعجب ہے اس پر جو دوزخ کو حق جانتا ہے، پھر گناہ کرتا ہے۔
☆ تعجب ہے اس پر جو اللہ کو حق جانتا ہے، پھر غیروں کا ذکر کرتا ہے، اور ان پر بھروسہ رکھتا ہے۔
☆ تعجب ہے اس پر جو جنت پر ایمان رکھتا ہے، پھر دنیا کے ساتھ آرام پکڑتا ہے۔
☆ تعجب ہے اس پر جو شیطان کو دشمن جانتا ہے، پھر بھی اس کی اطاعت کرتا ہے۔

(بشکریہ ''شہادت'')

اسلامی معاشرے میں خواتین کا کردار

ام نعمان عباسی

تشکیل معاشرہ میں خواتین کا کردار ہر دور اور ہر ملک میں مردوں سے کم نہیں ہے۔اگر یہ بات کہی جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ اسلامی معاشرے کی بنیادی اصلاح خواتین کے ذریعے ہی ہو سکتی ہے، کیونکہ انسان جب دنیا میں آتا ہے تو ماں وہ پہلی وہ ہستی ہے جو اپنے پیار و محبت کے ذریعے بچے کو اسلامی ماحول فراہم کرتی ہے، جوں جوں بچہ بڑھتا ہے وہ اپنے ماں سے کافی کچھ سیکھ لیتا ہے، سکول جانے کی عمر تک بچہ اپنے ماں باپ سے اللہ تعالی پر یقین، پیغمبر اسلام ﷺ سے محبت، قرآن پاک کی تعظیم وغیرہ اہم باتیں سیکھ لیتا ہے۔اور یہی تربیت مستقبل میں اس کے نصب العین کی تعیین میں اہم کردار ادا کرتی ہے، جیسے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا"كل مولود يولد على الفطرة فأبواه يهودانه أو ينصرانه أو يمجسانه"(البخاری كتاب الجنائز ٣/ ٢٦٠، مسلم كتاب القدر ١٦/ ٢٠٧)۔

یعنی بچہ بڑا ہو کر اپنے ماں باپ کا ہی دین اختیار کر لیتا ہے۔بایں صورت اگر والدین کا تعلق مسلمان گھرانے سے ہو تو یقیناً بچہ فطرت سلیمہ کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے سچا مسلمان رہتا ہے۔یہی بچہ آگے جاکر معاشرہ کی تشکیل اور اصلاح کیلئے اہم ترین کردار ادا کرتا ہے۔

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں قرون اولیٰ کی مسلم خواتین نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔انہی خواتین کی کوششوں سے فرزندان اسلام نے وہ کارنامے انجام دیئے، جن سے آج تک مسلم اور غیر مسلم دنیا مستفید ہو رہی ہے آج اگر سائنس نے ترقی کی ہے تو اس کا سہرا مسلم خواتین کے سر ہے، اگر طب نے ترقی کی ہے تو اس میں بھی خواتین ہی کا ہاتھ ہے اور دیگر علوم و فنون میں بھی ان کے کارنامے اجاگر ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں درج ذیل نقاط پر روشنی ڈالی جاتی ہے :

1۔ علمی و ادبی سرگرمیوں میں خواتین اسلام کا کردار:

تاریخ گواہ ہے کہ دور اول میں شرم وحیا اور پردے کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتی ہوئی مسلم خواتین علمی اور ادبی سرگرمیوں میں حصہ لیتی تھیں۔بلکہ بعض تو اپنی شاندار صلاحیتوں اور غیر معمولی قابلیت کی وجہ سے مرجع خلائق اور مرکز رشد و ہدایت بن گئی تھیں۔ علمی و تربیتی خدمات کے سلسلے میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

عنھا کی علمی خدمات نمایاں ہیں۔ انکی ذہانت اور علمی خدمات کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ انکی روایت کردہ حدیثوں کی تعداد تقریباً 2010 ہے، اس طرح متواتر دعائے نبوی "نضرالله امرءً ا سمع مقالتی فوعاها فأداها كما سمعها" (رواه ٢٤ صحابيا، ضوابط الجرح والتعديل:١٦) کے شرف میں صحابہ کرام رضوان الله عليهم اجمعين میں سے چار پانچ کے علاوہ کوئی ان کی برابری میں نہیں (سیرت عائشه)۔

اکابر صحابہؓ کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ میں فقہ و فتاوی کی مسند نشین تھیں۔ (سیرت عائشه:٢٢٦)۔ انکے فتاوی اسلامی کتب میں بکثرت ملتے ہیں۔ گویا تاریخ اسلام کے ہر دور میں خواتین اسلام نے علمی و تربیتی سرگرمیوں کے ذریعے دین اسلام کی خدمات سرانجام دیں۔ اور بہت سی تالیفات وتصنیفات کر کے علم دوستی کا ثبوت دیا۔

دور حاضر کی دختران ملت میں سے سید ابوالحسن علی ندوی کی ہمشیرہ سیدہ امۃ اللہ تسنیم نے متعدد رسالے لکھے، اور کئی عربی کتب کا اردو میں ترجمہ و تشریح کی۔ ان میں امام نووی کی ,,رياض الصالحين،، جس کا ترجمہ ,,زاد سفر،، اور سید ابوالحسن ندوی کی ,,قصص النبيين للأطفال،، کے اردو ترجمہ کے علاوہ قصص النبیین کی چوتھی اور پانچویں جلدوں کو خود لکھ کر مکمل کیا۔ (پرانے چراغ ٢/٣٦٣)

2۔ معاشرے کی تشکیل میں خواتین کا مثالی کردار:

اسلامی تاریخ میں خواتین اسلام کا اصلاح امت میں نہایت اہم کردار ہے۔ اسلام کی ان عظیم ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی شفقت بھری پاکیزہ تربیت نے بیٹوں کو کردار کی پختگی عطا کی، خدمت دین کا جذبہ اور غیرت مندی وجوانمردی کا درس دیا۔ اسی کے نتیجے میں ان سپوتوں نے نمایاں کارنامے سرانجام دے کر اسلام کو سربلند کیا۔

پہلی صدی ہجری کی ایک عظیم ماں ام ربیعہؒ کی شادی ابو عبدالرحمٰن فروخؒ سے ہوئی۔ ربیعہؒ ابھی شکم مادر ہی میں تھے کہ ان کے والد کو خراسان کی مہم پر جانا پڑا۔ اس زمانے میں اسلامی فتوحات کا سلسلہ جاری تھا۔ ایک مہم کے بعد دوسری پھر تیسری مہم کے بعد چوتھی، یہاں تک کہ ان مہموں میں حصہ لیتے لیتے فروخ کی زندگی کے 27 برس بیت گئے۔ اُدھر ان کے گھر سے نکلنے کے چار پانچ ماہ بعد اللہ نے اسے ایک ہونہار فرزند عطا کیا۔ جس کا نام اس کی ماں نے ربیعہ رکھا۔ ام ربیعہ بڑی دانشمند اور دوراندیش خاتون تھیں۔ انہوں نے بچے کی پرورش نہایت عمدہ طریقے سے کی۔ اور ربیعہ نے چھوٹی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ اور چند سال کے اندر قرآن، حدیث، فقہ، ادب اور دوسرے معاون علوم پر ایسا عبور حاصل کر لیا، کہ ان کے علمی کمالات کی سارے عرب میں دھوم مچ گئی۔ اور 22-20 سال کی عمر میں اپنے

وقت کے امام تسلیم کیئے گئے۔ جن کی تعلیم وتربیت سے امام مالکؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام اوزاعیؒ جیسی نابغہ روزگار ہستیاں اور دین کے خادم پیدا ہوئے۔

امام ربیعہ کو یہ رتبہ اپنی دوراندیش اور علم دوست ماں کی بدولت حاصل ہوا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بچوں کی تعلیم وتربیت کی پہلی منزل ماں کی گود ہے، اور ماں ہی بچوں کی زندگی کی معمار ہے۔ اگر مائیں اپنے بچوں کی صحیح تعلیم وتربیت پر پوری توجہ دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ بڑے ہو کر قوم اور وطن کیلئے قابل فخر سپوت نہ بنیں۔

3۔ میدان جہاد میں خواتین کا شاندار کردار:

تاریخ اسلام شاہد ہے کہ خواتین اپنے فطری فرائض کی بجاآوری کے ساتھ ساتھ جہاد جیسے کٹھن مراحل میں بھی گرانقدر خدمات ادا کرتی تھیں۔

چنانچہ حضرت انسؓ سے مروی ہے: (كان رسول الله ﷺ يغزو بأم سليم ونسوة من الأنصار معه إذاغزا يسقين الماء ويداوين الجرحى) ,,رواه مسلم،،۔ "یعنی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت ام سلیم اور بعض انصاری عورتیں جہاد میں شریک ہوتی تھیں (جہاد میں انکی شرکت یہ تھی کہ) یہ (پاکباز عورتیں) مجاہدین کے لئے پانی ڈھوتی تھیں اور زخمی مجاہدین کا علاج معالجہ کرتی تھیں"۔

ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی، میں مجاہدین کے سامان کی چوکیداری کرتی، انکے لئے کھانا پکاتی، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی اور بیماروں کو دوا دیتی تھی۔ (مسلم)

چودھویں صدی ہجری کی ایک کمسن مجاہدہ فاطمہ بنت عبداللہ بھی جذبہ جہاد سے سرشار ان صحابیات کے نقش قدم پر گامزن تھی۔ 1912 میں اٹلی نے مغربی طرابلس پر حملہ کر دیا۔ اس زمانے میں طرابلس خلافت عثمانیہ کے زیر نگیں تھا۔ ترکی حکومت نے بھی اٹلی کے خلاف اعلان جہاد کر دیا اور دونوں ملکوں کے درمیان خونریز لڑائی چھڑ گئی۔ طرابلس کے مسلمان دعوت جہاد پر بے تابانہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور جوق در جوق میدان جہاد میں پہنچ گئے۔ انکے ساتھ خواتین اور بچے بھی تھے۔ اس جنگ میں کمسن مجاہدہ کے والد شیخ عبداللہ نمایاں طور پر حصہ لے رہے تھے، شیخ عبداللہ کے ساتھ انکے افراد خاندان کے علاوہ انکی اکلوتی لخت جگر 11 سالہ فاطمہ بھی شامل تھی۔ اس کمسن مجاہدہ نے جان ہتھیلی پر رکھ کر اپنے آپ کو مجاہدین کی خدمت کیلئے وقف کر دیا تھا۔ وہ اس وقت بھی زخمی مجاہدوں کو اپنے مشکیزے سے پانی پلا رہی ہوتی، جب دشمنوں کی طرف سے گولوں کی بارش زوروں پر ہوتی۔ اسے یہ دھن تھی کہ جس طرح بھی ہو سکے زخمی مجاہدین کی مدد کیلئے ان تک پہنچ جاؤں، یا اسی کوشش میں اپنی جان قربان کر دوں۔

ایک ترک آفیسر ڈاکٹر اسماعیل ثباتی اس جنگ کے چشم دید حالات کے ضمن میں ننھی مجاہدہ کے بارے میں لکھتا ہے "میں نے سب سے پہلے کمسن فاطمہ کو اس وقت دیکھا جب میں اپنے فوجی دستے کے ساتھ عزیزیہ سے زوارہ پہنچا۔ یوں تو فوج میں بہت سی خواتین اور لڑکیاں تھیں، لیکن فاطمہ ان میں منفرد نظر آتی تھی، ایک تو اس لئے کہ وہ بہت کم عمر تھی اور دوسرے اس لئے کہ خوف یا ڈر اسکو چھو کر بھی نہ گزرا تھا۔ توپیں گولے اگل رہی تھیں۔۔۔۔ غرضیکہ جو بھی خطرناک موقع ہوتا فاطمہ اپنے مشکیزے سمیت وہاں پہنچ جاتی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسکے دل میں شوق شہادت کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ یہ شوق اسکی چھوٹی سی عمر سے کوئی مناسبت نہ رکھتا تھا۔ گولے میدان جنگ میں حشر برپا کر رہے ہوتے۔ اس ہولناک موقع پر وہ ننھی مجاہدہ بے بس اور مجبور زخمیوں کی مدد کیلئے دوڑتی پھرتی تھی۔ جیسے آسمان سے کوئی فرشتہ اتر آیا ہو۔ فاطمہ کو اپنے گرد و پیش کا دھیان ہی نہ تھا، انکی ایک ہی لگن تھی کہ زخمیوں تک پانی پہنچاؤں۔ کچھ دیر بعد ننھی میرے قریب سے گزری، میں نے اس کا بازو پکڑ لیا اور کہا ننھی کیا تجھے معلوم نہیں کہ تو اپنی باپ کی اکلوتی بیٹی ہے؟ فاطمہ نے کہا "مجھے چھوڑ دو، کیا تمہیں نظر نہیں آتا کہ اسلام اور وطن کے کتنے جان نثار پانی نہ ملنے کے باعث جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں؟۔ اور شاید تمہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ میرے ابا جان اور امی جان بھی اپنی جانیں اللہ کی راہ میں قربان کر چکے ہیں"۔ یہ کہ کر اپنا بازو چھڑا لیا اور تیزی سے دھوئیں میں غائب ہو گئی۔

ننھی فاطمہ برستے گولوں میں بڑی پھرتی سے زخمیوں کو پانی پلاتی پھرتی تھی۔ عصر کے قریب اطالوی فوجیوں نے مجاہدین کو گھیر لیا۔ ترک مجاہدین یہ گھیرا توڑ کر نکل آئے لیکن چار ترک سپاہی شدید زخمی ہو کر زمین پر گر گئے۔ اطالوی درندے ان بے بس زخمیوں کو اپنی سنگینوں سے بھنبھوڑنے لگے۔ عین اس وقت چشم فلک نے ایک عجیب منظر دیکھا، ننھی فاطمہ اپنا مشکیزہ لئے ہوئے وہاں نمودار ہوئی اور مشکیزہ ایک جان بلب زخمی کے منہ سے لگا دیا۔ دو اطالوی سپاہیوں نے اسے گریبان سے پکڑ لیا۔ فاطمہ نے تڑپ کر ایک زخمی سپاہی کے پاس پڑی ہوئی تلوار اٹھا کر ایک اطالوی سپاہی کو اس زور سے ماری کہ اس کا ہاتھ زخمی ہو گیا۔ دوسرے اطالوی سپاہی نے فوراً اس پر گولی چلا دی اور وہ شہید ہو کر فرش پر گر گئی۔ (شرف النساء: جلد دوم)

4۔ رفاہِ عامہ کے کاموں میں خواتین اسلام کا تاریخی کردار:

کچھ خواتین ایسی بھی ہیں جو اپنے کارناموں کی بنا پر زندہ جاوید ہیں۔ ان خوش نصیب خواتین میں دوسری صدی ہجری کی ایک باکمال خاتون ہارون الرشید کی رفیقہ حیات ملکہ زبیدہ بہت مشہور و معروف ہیں، اس خاتون کا کارنامہ

،،نہر زبیدہ،، کی تعمیر ہے۔

ہارون الرشید کے دور خلافت سے کئی سال پہلے مکہ معظّمہ میں پانی کی قلت تھی، اور حاجیوں کو سخت تکلیف اٹھانی پڑتی تھی۔ ایک دفعہ مکے میں پانی کا ایسا قحط ہوا کہ ایک مشکیزہ دس درہم میں اور بڑی مشک ایک اشرفی میں بِکتی تھی۔ ملکہ زبیدہ کو جب حجاج کرام اور اہل مکہ کی اس مصیبت کا علم ہوا تو اس نے پختہ ارادہ کرلیا کہ وہ کوئی ایسا مستقل انتظام کرے گی جس سے مکہ والوں کو پانی برابر پہنچتا رہے اور ہر سال لاکھوں حاجیوں کو بھی خوب پانی ملتا رہے۔ اس نے ماہرین تعمیرات کو طلب کیا، اور انہیں حکم دیا کہ مکہ معظّمہ کے نواحی علاقے میں چشمے تلاش کریں۔ ان ماہروں نے بڑی دوڑ دھوپ کے بعد ملکہ کو اطلاع دی کہ ایک چشمہ تو مکہ سے پچیس میل کے فاصلے پر طائف کے راستے میں ہے اور دوسرا چشمہ کراکی پہاڑیوں میں وادیٔ نعمان میں ہے، لیکن ان چشموں کا پانی مکہ معظّمہ لے جانا بہت مشکل ہے کیونکہ راستے میں متعدد پہاڑیاں ہیں۔ نیک دل ملکہ نے حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو ان چشموں کا پانی مکہ معظّمہ تک پہنچانے کیلئے ایک نہر کھودو۔ خواہ کتنی ہی رقم خرچ ہو جائے اسکی کچھ پرواہ نہ کرو اگر کوئی مزدور ایک کدال مارنے کی اُجرت ایک اشرفی بھی مانگے تو اس کو دے دو۔ ملکہ کا حکم ملتے ہی انجینئروں نے بے شمار کاریگروں اور مزدوروں کی مدد سے نہر کھودنے کا کام شروع کردیا۔ یہ لوگ مسلسل تین سال تک پہاڑیاں کاٹنے اور نہر بنانے میں مشغول رہے۔ آخر اللہ نے انکی محنت شاقہ کو بار آور کیا اور نہر تیار ہو گئی۔ اس نہر پر 17,00,000 طلائی دینار خرچ ہوئے۔ جب اخراجات کا حساب ملکہ کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ دریائے دجلہ کے کنارے اپنے محل میں بیٹھی تھی۔ اس نے حساب کے کاغذات پر سرسری نظر بھی نہ ڈالی اور تمام کاغذات کو یہ کہ کر دریا میں ڈال دیا کہ "ہم نے اس حساب کو حساب کے دن کیلئے چھوڑ دیا، کیونکہ یہ کام میں نے اللہ کو راضی کرنے کیلئے کیا ہے۔ اگر میرے ذمہ کسی کو کچھ دینا آتا ہو تو لے لو اور اگر میرا کسی کے ذمہ کچھ باقی ہو تو میں نے معاف کیا"۔ پھر ملکہ نے نہر کی تعمیر میں حصہ لینے والے تمام ماہرین، کاریگروں اور مزدوروں کو دل کھول کر انعام دیا اور بڑی خوشی منائی۔ یہ نہر مکہ معظّمہ سے چند میل دور جبل عرفات کے ساتھ ساتھ بہتی ہوئی "چاہ زبیدہ" پر ختم ہو جاتی ہے۔ وہاں تک اس نہر کی کل لمبائی 33 ہزار میٹر ہے۔ (تاریخ اسلام کی باکمال خواتین:)

5۔ اصلاح معاشرہ میں خواتین کا روشن کردار:

معاشرے کی تعمیر واصلاح میں خواتین کا بہت اہم کردار ہے، خواتین کی تعلیم وتربیت اور دینداری تعمیر معاشرہ کی اساس ہے۔ اسلئے کہ معاشرے کے سبھی افراد ماؤں کی تربیت ہی کے زیر اثر ہوتے ہیں، کیونکہ بچے کو سب سے